"کمرشل انٹرسٹ کی فقہی حیثیت" کا تنقیدی جائزہ

از جناب مولوی فضل الرحمن صاحب ایم اے، ال ال بی (علیگ) ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

(۲)

دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی " لا ربوا الا فی النسیئۃ " ہے۔ اس کا ترجمہ موصوف نے " ربوا ہوتا ہی ہے ادھار میں " کیا ہے جو بالکل صحیح ہے، سرخی بھی " ربوا صرف ادھار " کی صورت میں ہوتا ہے " دی ہے۔ ترجمہ اور سُرخی دونوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ موصوف ربوا کو اُدھار کے معاملہ میں منحصر کر رہے ہیں۔ اس بات کی تصدیق ترجمہ کی بین القوسین تشریحی عبارت سے بھی ہوتی ہے[1]۔ موصوف نے اپنے خلاصہ میں نمبر ۲ پر بھی یہی بات دہرائی ہے کہ ربوا صرف نسیئۃ یعنی اُدھار میں ہوتا ہے[2]۔ ان دونوں باتوں کے بعد جن سے مذکورہ بالا نتیجہ کی تائید ہوتی ہے قاری یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ مؤلف کے نزدیک ربوا صرف اُدھار میں ہوتا ہے اور تھوڑی دور بعد[3] یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ موصوف " سود صرف اُدھار میں ہوتا ہے " کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس کے امکانات زیادہ تر اُدھار ہی میں ہوا کرتے ہیں اور اپنے پہلے موقف کے برخلاف نقد میں بھی سود ہونے کا اثبات کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ موصوف اپنے دونوں بیانات میں کوئی تضاد محسوس نہیں کرتے اگر ربوا نقد میں بھی ہوتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کا کیا مطلب ہے اور اگر صرف اُدھار میں

---

[1] یعنی اگر دست بدست اور نقدا نقد ایک ہی جنس کا مبادلہ تفاضل یعنی کمی بیشی سے بھی ہو تو ربوا نہیں) : کمرشل انٹرسٹ ص ۵۳ - [2] حوالہ بالا ص ۵۷ [3] ص ۶۴

ہوتا ہو اور نقد میں نہیں ہوتا تو حضرت ابو سعید خدری کی روایت کا کیا مطلب ہو جو تفاضل کو دست بدست معاملہ میں ناجائز اور سود بتاتی ہو۔ موصوف نے اس اہم اور ناگزیر سوال سے یکسر صرفِ نظر کرلیا ہے

اس کے علاوہ موصوف نے اپنے علمِ حدیث کے باوجود ایک نہایت اہم بحث سے پہلوتہی کی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت کے پیش نظر اس بات کے قائل تھے کہ ربوا صرف نسیئۃ میں ہوتا ہے دست بدست معاملہ میں نہیں[۱] چنانچہ ان کے نزدیک ہم جنس ربوی اشیاء میں تفاضل دست بدست معاملہ کی صورت میں جائز تھا۔ لیکن بعد میں جب انھیں حضرت ابو سعید خدری کی روایت پہونچی تو دونوں حضرات نے اپنے مسلک سے رجوع کرلیا۔ اور دست بدست مبادلہ کی صورت میں بھی تفاضل کے ربوا ہونے کے قائل ہوگئے۔ مسلم نے ان دونوں کے رجوع کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے[۲] مسلم نے اس سلسلہ میں جن احادیث کو پیش کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس کو نسیئۃ کے علاوہ نقدلین دین کی صورت میں بھی تفاضل کے ربوا اور حرام ہونے کی حدیث پہونچی نہ تھی۔ لیکن جیسے ہی انھیں اس حدیث کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے مسلک کو ترک کر کے اس حدیث کو اختیار کرلیا۔[۳]

۱؎ مسلم: کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربوا۔ ابونضرۃ کی روایات، اسامہ بن زید کی روایت، ابن عباس کی روایت شرح مسلم للنووی مطبعہ مصریہ بالازہر ۱۳۴۹/۱۹۳۰ ۱۱/۲۳ وما بعدہا۔ "وذہب ابن عباس وجماعۃ من الصحابۃ الی انہ لا یحرم الربا الا فی النسیئۃ متمسکین بالحدیث الصحیح لا ربوا الا فی النسیئۃ" سبل السلام ۳/۴۹

۲؎ مسلم: کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربوا۔ حضرت ابونضرۃ، اسامہ بن زید، ابن عباس، ابوصالح عن ابی سعید الخدری وابن عباس کی روایات (میرے پیش نظر مطبعہ مصریہ بالازہر ۱۳۴۹/۱۹۳۰ کا نسخہ ہے جو نووی کی شرح کے ساتھ چھپا ہے ۱۱/۲۳ وما بعدہا)

۳؎ حوالہ بالا۔ دیکھئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری حیث قال "حدیث اسامہ بن زید لکن صح رجوعہ عنہ لما شدد علیہ ابی بن کعب حیث قال اسمعت وشہدت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم تسمع وتشہد ثم روی الحدیث الصریح بتحریم الکل فقال اشہدوا انی حرمتہ وبرئت الی اللہ منہ ذکرہ ابن الملک"۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام للصنعانی ۳/۴۹ وقد روی الحاکم ان ابن عباس رجع عن ذلک القول ای بانہ لا ربوا الا فی النسیئۃ واستغفر اللہ من القول بہ نیز دیکھئے فتح الباری شرح صحیح البخاری ۴/۳۱۹، ابن حجر مذکورہ بالا واقعہ کے بارے میں یہ اور کہتے ہیں: "فقال ابن عباس استغفر اللہ واتوب الیہ فکان ینہی عنہ اشد النہی"

حضرت اسامہ بن زید کی روایت کی اسنادی حیثیت کے بارے میں ناقدینِ حدیث کا متفقہ فیصلہ ہو کہ اس میں کوئی کمزوری نہیں[1] لیکن ان دونوں حضرات کے رجوع سے (جن میں حضرت ابن عباس خود اس حدیث کے راوی ہیں) یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس حدیث سے وہ مفہوم اخذ کرنا صحیح نہیں، جو اس کے ظاہر الفاظ سے متبادر ہوتا ہو۔ ان دونوں حضرات نے بھی یہی مفہوم اخذ کیا تھا، مگر بعد میں دوسری احادیث کے پیشِ نظر انھیں وہ صحیح نہیں معلوم ہوا جس کی وجہ سے انھیں اپنے موقف میں تبدیلی کرنا پڑی اور وہ موقف اختیار کرنا پڑا جس کے قائل دوسرے کبار صحابہ تھے[2]۔

یہ بات بڑی افسوسناک ہو کہ فاضل مؤلف نے تمام مذکورہ حقائق سے پہلوتہی کرکے حضرت ابن عباس کی روایت کو پیش کیا، اس پر گفتگو کی ضرورت نہیں سمجھی اور اس سے وہی مفہوم اخذ کیا جس سے نہ صرف خود حضرت ابن عباس کا رجوع ثابت ہو بلکہ جس کے ترک پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے[3]۔ مقام اور مسئلہ کی اہمیت

---

[1] واتفق العلماء على صحة حديث اسامة" ابن حجر العسقلاني. فتح الباري شرح صحيح البخاري، بولاق ۱۳۰۰ھ ۴/۳۱۹

[2] واما حديث اسامة بن زيد، ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: انما الربوا في النسيئة، فحديث صحيح اخرجه مسلم (في الربوا) ولكن اجاب البيهقي في الموفة بانه يحتمل ان الراوي اختصره، فيكون النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الربوا في صنفين مختلفين ذهب بفضة، او تمر بحنطة، فقال انما الربوا في النسيئة، فاداه دون مسالة السائل، قال: ونظير ذلك حديث، من قطع سدرا صوب الله راسه في النار..... وقال كبار الصحابة كلهم يقولون بربوا الفضل، وعثمان بن عفان وعبادة بن الصامت اقدم صحبة من اسامة، وابو هريرة وابو سعيد اكثر حفظا عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد وردت احاديثهم بذلك، فالحجة فيما رواه الاكبر والاحفظ والاقدم اولى، انتهى كلامه" زيلعي: نصب الراية لاحاديث الهداية ۴/۳۶، ۳۷

[3] وقد اجمع المسلمون على ترك العمل بظاهره، نووي شرح مسلم ۱۱/۲۵؛ "واما الربوا في البيع فان العلماء اجمعوا على انه صنفان نسيئة وتفاضل الا ما روى عن ابن عباس من انكاره الربوا في التفاضل ... وانما صار جمهور الفقهاء الى ان الربوا في هذين النوعين لثبوت ذالك عنه صلى الله عليه وسلم" ابن رشد بداية المجتهد ۲/۱۲۸ "والى ما افاده الحديث ذهبت الجلة من العلماء الصحابة والتابعين والعترة والفقهاء فقالوا يحرم التفاضل فيما ذكر غائبا كان او حاضرا. وذهب ابن عباس وجماعة من الصحابة الى انه لا يحرم الربوا الا في النسيئة متدلين بالحديث الصحيح "لا ربا الا في النسيئة" واجاب الجمهور بان معناه لا ربا اشد الا في النسيئة فالمراد نفي الكمال لا نفي الاصل ولانه مفهوم وحديث ابي سعيد منطوق ولا يقاوم المفهوم المنطوق فانه مطرح مع المنطوق"؛ الصنعاني: سبل السلام شرح بلوغ المرام ۳/۴۹
مزید دیکھئے ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح البخاری ۴/۳۱۹

کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایات کو پیش کر کے دوسری روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اُن پر سیر حاصل گفتگو کر کے کوئی عملی اور تحقیقی بات کہی جاتی[۱] مگر موصوف نے اس بحث کو جس طرح تشنہ چھوڑا ہے وہ منکرین حدیث کے ہاتھ میں ایک ہتھیار دیدینے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اگلی روایت حضرت عبادۃ بن الصامت کی ہے جسے بجا طور پر ربوا الفضل کے بارے میں بنیادی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس حدیث پر جو سُرخی دی گئی ہے کہ "جنس مختلف ہو تو تفاضل ربوا نہیں بشرطیکہ نقدا نقد ہو" وہ ایک طرح سے حدیث کا خلاصہ ہے اور صحیح ہے لیکن روایت کا ترجمہ اور اس کی بین القوسین تشریح قطعاً غلط اور انتہائی گمراہ کن ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:-

"الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد"

روایت کا سیدھا سادا لفظی ترجمہ یہ ہے:-

"سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے جیسے کا تیسا، برابر برابر [بیچو یا بیچا جائے] پھر اگر یہ اصناف [باہم] مختلف ہوں تو بیچو جیسے تم چاہو بشرطیکہ [معاملہ] دست بدست ہو"

---

[۱] موصوف نے "ریاض السنۃ" کے دیباچہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے متخالف روایتوں میں جمع و توفیق کی کوشش نہیں کی" یہ معذرت اس وقت تو قابل قبول ہو سکتی ہے جبکہ حدیثوں کا کوئی مجموعہ پیش کرنا مقصود ہو اور ان سے احکام کا استنباط منظور نہ ہو مگر اس مقالہ کے بارے میں یہ کہنا "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" سے کم نہیں اس مقالے میں مقصود اصلی احکام کا استنباط ہے اور اس جگہ جمع و توفیق لازمی ہو ورنہ مقالہ پیش کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔

فاضل مولف کا ترجمہ یہ ہے :-

"مبادلہ سونے کا سونے سے، چاندی کا چاندی سے، گندم کا گندم سے، جو کا جو سے خرمے کا خرمے سے اور نمک کا نمک سے ہوتے ہیں تفاضل اس وقت ناجائز ہے جبکہ دونوں طرف ایک جیسی چیز ہو اور دست بدست ہو۔ اگر دونوں کی صنفیں مختلف ہوں (مثلاً ایک طرف معمولی گندم ہو اور دوسری طرف نفیس گندم) تو جس طرح چاہو معاملہ کرو بشرطیکہ وہ دست بدست ہو"

مولف کے ترجمہ کی یہ عبارت کہ "تفاضل اس وقت ناجائز[1] ہے جبکہ دونوں طرف ایک جیسی چیز ہو اور دست بدست ہو" حدیث کے کسی فقرے کا نہ ترجمہ[2] ہے نہ مفہوم بلکہ محض ایجاد بندہ ہے۔ مولف کی عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خرید و فروخت یا مبادلہ میں تفاضل کے ناجائز ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو اشیاء مبادلہ کا ہم جنس ہونا دوسرے معاملہ کا دست بدست ہونا' یہ بات محض غلط ہے۔ حدیث تو یہ کہتی ہے کہ تفاضل کا ناجائز ہونا محض ایک شرط یعنی اشیاء مبادلہ کے ہم جنس ہونے پر موقوف ہے جس کا مفاد یہی ہے کہ جب بھی دو ہم جنس اشیاء میں مبادلہ ہوگا تفاضل ناجائز قرار پائے۔ جس چیز کو مولف نے تفاضل کے ناجائز ہونے کی شرط قرار دے دیا ہے (یعنی معاملہ کا دست بدست ہونا) وہ تو دو ہم جنس اشیاء کے مبادلہ کے جائز ہونے کی ایک شرط ہے۔ کیونکہ حدیث سے جو باتیں صراحتاً ثابت ہو رہی ہیں وہ تین ہیں :-

---

[1] ہوسکتا ہے یہ لفظ 'ناجائز' نہ ہو بلکہ 'جائز' ہو۔ لیکن ہم اپنی طرف سے اس سلسلہ میں کچھ کہنے کی جرأت اس لئے نہیں کرسکتے کہ جعفر شاہ صاحب کے طرز استدلال کو دیکھتے ہوئے یہ بات بھی کچھ بعید نہیں معلوم ہوتی کہ یہ لفظ 'ناجائز' ہی ہو۔ [2] ہم نے جگہ جگہ مولف کے ترجمہ کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے' مولف کی طرف سے ان کوتاہیوں کا عذر 'ریاض السنہ' کے دیباچہ کی اس عبارت کو نہیں بنایا جاسکتا کہ "ہم نے ہر جگہ لفظی متابعت اس حد تک کی ہے جس حد تک اصلی اسپرٹ اور زبان ترجمہ مجروح نہ ہو" (صفحہ ۱۶) کیونکہ مولف کی اکثر و بیشتر غلطیاں ایسی ہیں جو نہ صرف روح حدیث کو مجروح کرتی ہیں بلکہ بعض اوقات اس کے مطلب کو بالکل الٹ دیتی ہیں۔

۱۔ صنف واحد میں تفاضل کا ناجائز ہونا۔

۲۔ مختلف اصناف میں اُدھار کا ناجائز ہونا۔

۳۔ مختلف اصناف میں تفاضل کا جائز ہونا[۱]۔

نتیجہ یہ ہے۔ ۱۔ اشیاءِ مبادلہ اگر ایک ہی صنف میں تو تفاضل ناجائز قرار دیا جائے گا [اور ایک دوسری حدیث کے ذریعہ ادھار بھی[۲]] ۲۔ اگر اصناف مختلف ہیں تو تفاضل جائز ہوگا مگر ادھار ناجائز ہوگا معاملہ دست بدست چکا دیا جانا چاہیئے۔ ۳۔ مبادلے کی جائز صورت، بلکہ اشیاءِ مبادلہ ایک ہی صنف ہوں یہ ہے کہ تفاضل نہ ہو۔ برابر سرابر لیا دیا جائے [اور دوسری شرط یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ختم ہوجائے، از روئے روایت حضرت عمر] دوسری صورت میں جب کہ اشیاءِ مبادلہ دو مختلف صنفیں ہوں تو تفاضل کے ساتھ معاملہ ہوسکتا ہے لیکن دست بدست کی قید بدستور برقرار رہتی ہے۔ اس تشریح سے واضح ہوگیا ہوگا کہ فاضل مؤلف نے حدیث کے مفہوم کو قطعاً نہ سمجھتے ہوئے اُسے بالکل اُلٹ دیا اور حدیث کے معنے اور اُس سے مستفاد حکم کو بدل کر رکھ دیا۔

مؤلف نے " فاذا اختلف ..... ید ابید" کی جو بین القوسین توضیح ان الفاظ میں کی ہے کہ " مثلاً ایک طرف معمولی گندم ہو اور دوسری طرف نفیس گندم، وہ حدیث کا مطلب نہیں بلکہ اُس کی

[۱] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد: مطبعۃ الاستقامۃ بالقاھرۃ ۱۹۵۲ء باب بیوع الربوا، الفصل الاول ۲/۱۲۸ [۲] " مالک بن اوس بن حدثان انہ قال اقبلت اقول من یصطرف الدراھم فقال طلحۃ بن عبید اللہ وھو عند بن عمر الخطاب ارنا ذھبک ثم ائتنا اذا جاء خادمنا نعطک ورقک فقال عمر بن الخطاب کلا واللہ لتعطینہ ورقہ او لتردن الیہ ذھبہ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " الورق بالذھب ربوا الاھاء وھاء والبر بالبر ربوا الاھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربوا الاھاء وھاء والتمر بالتمر ربوا الاھاء وھاء " مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربوا۔ نیز دیکھیے بخاری: البیوع، بیع التمر بالتمر۔

تحریف ہے۔ موصوف کی اس توضیحی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اصناف کے اس اختلاف کے معنیٰ جو حدیث کی رو سے تفاضل کو جائز کر دیتا ہو، یہ قرار دیتے ہیں کہ حدیث میں ذکر کردہ اصناف میں مثلاً گیہوں اگر دو یا دو سے زیادہ کوالٹی (اوصاف) کا ہو اور ان دو مختلف کوالٹی (اوصاف) کے گیہوں میں باہم مبادلہ کیا جائے تو کوالٹی کا یہ اختلاف (اختلاف وصف) ہی حدیث کا وہ بیان کردہ اختلاف صنف ہو جس کی بنا پر ان دونوں میں تفاضل جائز ہو جائے گا اور مثلاً چار سیر گیہوں کو چھ سیر گیہوں کے عوض فروخت کرنا جائز ہوگا۔ حالانکہ جیسا کہ معلوم ہوگا فاضل مؤلف نے جو چیز حدیث مذکور کے سر تھوپنا چاہی ہے وہ بعینہٖ وہی چیز ہے جس کی ممانعت کے لئے حدیث وارد ہوئی ہے۔ مؤلف کی یہ کوشش نصوص صریحہ اُمّت محمدیہ کے اجماع و تعامل اور فقہائے کرام کی متفقہ آرار سے براہ راست متصادم ہے۔ خود ع.بی زبان میں صنف کا لفظ کوالٹی کے لئے استعمال نہیں ہوتا اس کے لئے دوسرا لفظ "وصف" لایا جاتا ہے زیر بحث حدیث میں ھذہ الاصناف کا فقرہ خود اس بات کا بڑا واضح قرینہ ہے کہ صنف کوالٹی کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ مذکورہ اشیاء میں سے ہر ایک کو ایک مستقل اور علیحدہ صنف قرار دیا گیا ہے چنانچہ سونا ایک صنف ہو چاندی دوسری، گیہوں تیسری اور جو چوتھی صنف ہو۔ یہاں پر صنف کا لفظ منطق کی جنس و صنف کی اصطلاحات سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا آپ چاہیں تو بغیر کسی تکلف کے صنف کی جگہ پر جنس کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔

موصوف نے اپنے نقطۂ نظر کے بطلان پر پردہ ڈالنے کے لئے ان روایات کو پیش نہیں کیا جن میں کوالٹی کے اختلاف کے باوجود دونوں چیزوں کو ایک ہی صنف قرار دیکر ان میں تفاضل کو ربوا ٹھہرایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل روایات ملاحظہ ہوں۔

١ - (سعید بن المسیب یحدث) ان اباھریرۃ اباسعید حدثاہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث اخاہ[1] بنی عدیٍ الانصاری

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ابوہریرۃ اور ابوسعید خدری نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عدی کے انصاری بھائی کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا

[1] مرح الدار قطنی فی البیوع ان اسمہ سواد بن غزیۃ۔ نصب الرایہ - ۳۶/۴

فاستعمله علی خیبر فقدم بتمر جنیب فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکلّ تمر خیبر ھکذا قال لا واللہ یا رسول اللہ انا لنشتری الصاع بالصاعین من الجمع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفعلوا ولکن مثلاً بمثل او بیعوا ھذا واشتروا بثمنہ من ھذا وکذلک المیزان

(مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ وباب الربوا)

وہ وہاں سے عمدہ کھجوریں لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا۔ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں ہرگز نہیں یا رسول اللہ ہم تو مخلوط کھجوریں دو صاع دیکر ایک صاع (عمدہ کھجوریں) لے لیتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ جوں کا توں مبادلہ کیا کرو یا ان کو بیچ کر ان کی قیمت سے ان (عمدہ) کو خریدلو۔ یہی تول کے بارے میں ہے۔

۲۔ مذکورہ حدیث امام مالک کے طریق سے ان الفاظ میں روایت کی گئی ہے۔

عن ابی سعید الخدری وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمل رجلاً[1] علی خیبر فجاءہ بتمر جنیب فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أکلّ تمر خیبر ھکذا فقال لا واللہ یا رسول اللہ انا لناخذ الصاع من ھذا بالصاعین والصاعین بالثلاثۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تفعل بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیباً (مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ (باب الربوا)، نسائی کتاب البیوع بیع التمر بالتمر متفاضلا)

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا وہ (وہاں سے) آنحضور کے پاس عمدہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ انھوں نے عرض کیا نہیں ہرگز نہیں یا رسول اللہ ہم تو (وصول شدہ) کھجوریں ان کھجوروں سے دو صاع کے بدلے ایک صاع یا تین صاع کے بدلے دو صاع کے حساب سے بدل لیتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو، مخلوط کھجوروں کو درہموں کے عوض فروخت کردو اس کے بعد اُن درہموں سے عمدہ کھجوریں خریدلو۔

---

[1] شرح الدار قطنی فی البیوع ان اسمہ سواد بن غزیۃ۔ انصب الرایہ ۴/۳۶

۳۔ (عقبة بن عبد الغافر يقول)
سمعت ابا سعيد يقول جاء بلال بتمر برنى فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم من اين هذا فقال بلال تمر كان عندنا ردىٌ فبعت منه صاعين بصاع لمطعم النبى صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك اَوَّهْ عين الربوا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشتری التمر فبعه ببيع آخر ثم اشتر به لم يذكر ابن سهل فی حديثه عند ذلك (مسلم كتاب المساقاة والمزارعة؛ بخاری كتاب الوكالة باب اذا باع الوكيل شيئا فاسدا فبيعه مردود)

(۴) عن ابی سعيد قال كنا نرزق تمر الجمع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الخِلْطُ من التمر فكنا نبيع صاعين بصاع فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا صاعَىْ تمر بصاع ولا صاعَىْ حنطة بصاع ولا درهم بدرهمين (مسلم كتاب المساقاة والمزارعة؛ بخاری كتاب البيوع باب بيع الخلط من التمر)

۵۔ عن ابی سعيد قال اُتِیَ رسول الله

عقبہ بن عبد الغافر کا کہنا ہے کہ میں نے ابو سعید خدری کو یہ کہتے سنا کہ بلال برنی کھجوریں (کھجوروں کی ایک عمدہ قسم) لے کر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے آئیں؟ بلال نے جواب دیا ہمارے پاس جو کھجوریں تھیں وہ خراب تھیں۔ لہذا میں نے دو صاع کے عوض ایک صاع کے حساب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لئے بدل لیں۔ اس پر حضور نے فرمایا اف! یہ تو عین سود ہے ایسا نہ کرو بلکہ جب تمہارا خیال کھجوریں (عمدہ) خریدنے کا ہو تو انھیں (اپنی کھجوروں) کو بیچ کر (قیمت سے) ان (عمدہ) کھجوروں کو خرید لو (ابن سہل نے اپنی حدیث میں عند ذلک کا لفظ روایت نہیں کیا۔)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کو تمر جمع یعنی مخلوط کھجوریں ملا کرتی تھیں ہم ان کھجوروں کے دو صاع کو (اچھی کھجوروں کے) ایک کے عوض کے حساب سے فروخت کر دیا کرتے تھے۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا نہ تو دو صاع کھجوریں ایک صاع کھجور کے (عوض لی جائیں) اور نہ دو صاع گیہوں ایک صاع کے عوض اور نہ دو درہم ایک درہم کے عوض۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم بتمر فقال ما ھذا التمر
من تمرنا فقال الرجل یا رسول اللہ بعنا
تمرنا صاعین بصاع من ھذا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الربوا
فردوا ثم بیعوا تمرنا واشتروا لنا من
ھذا ۔ (مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ)

۶۔ عن ابی نضرۃ قال سألت ابن عباس
عن الصرف فقال ایدا بید قلت نعم
قال فلا باس بہ فاخبرت ابا سعید
فقلت انی سألت ابن عباس عن الصرف
فقال ایدا بید قلت نعم قال فلا باس
بہ قال او قال ذلک انا سنکتب الیہ
فلا یفتیکموہ فقال فواللہ لقد جاء بعض
فتیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بتمر فانکرہ فقال کان ھذا لیس من
تمر ارضنا قال کان فی تمر ارضنا او
فی تمرنا العام بعض الشئ فاخذت
ھذا وزدت بعض الزیادۃ فقال اضعفت
اربیت لا تقربن ھذا اذا رابک من
تمرک شئ فبعہ ثم اشتر الذی ترید
من التمر (مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ)

کے پاس کچھ کھجوریں لائی گئیں آپ نے (انھیں دیکھ کر)
فرمایا یہ کھجوریں تو ہماری نہیں ہیں ہماری کھجوروں سے
مختلف ہیں، اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے اپنی
کھجوروں سے یہ کھجوریں دو صاع کے عوض ایک صاع کے
حساب سے بدل لیں ۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا یہ سود ہے انھیں واپس
کردو، پھر اپنی کھجوریں بیچ کر ہمارے لئے ان کھجوروں میں سے خرید لاؤ۔

ابو نضرۃ کہتے ہیں کہ میں نے صرف (چاندی کو چاندی
سے بدلنے) کے بارے میں ابن عباس سے دریافت کیا، آپ
نے پوچھا کیا دست بدست، میں نے جواب دیا جی ہاں، آپ
نے کہا تو زیادہ لینے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد
میں نے اس بات کی اطلاع ابو سعید خدری کو دی اور کہا
میں نے ابن عباس سے صرف کے بارے میں دریافت کیا
تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کیا دست بدست" میں نے جواب
دیا جی ہاں! (تو ابن عباس نے) کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں
ابو سعید خدری نے اس پر کہا "ہیں! انھوں نے یہ کہا" ہم انھیں
خط لکھیں گے تاکہ آئندہ وہ تمہیں فتویٰ نہ دینے پائیں اور
کہا اللہ گواہ ہے ایک نوجوان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو حضور کو وہ کھجوریں انجان معلوم
ہوئیں اور آپ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہ کھجوریں ہماری
(سرزمین کی نہیں ہیں جس پر اس نوجوان نے کہا ہماری (سر)
زمین کی یا اس سال کی ہماری کھجوروں میں کچھ نقص تھا

چنانچہ میں نے یہ کیا کہ یہ کھجوریں لے کر عوض میں کچھ زیادہ کھجوریں (اپنی) دیدیں، حضور نے فرمایا تم نے زیادہ دیں، سودی لین دین کیا، ہرگز اس کے قریب بھی نہ جانا، اگر تمہاری کھجوریں کوئی خرابی ہو تو اسے بیچ دو پھر (اس کی قیمت سے) جو کھجور چاہو خرید لو۔

(۷) عن ابی نضرة قال سالت ابن عمر وابن عباس عن الصرف فلم یریا به باسا فانی لقاعد عند ابی سعید الخدری فسالته عن الصرف فقال ما زاد فهو ربوا فانکرت ذلک لقولهما فقال لا اُحَدِّثُکَ الا ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم جاءه صاحب نخله بصاع من تمر طیب وکان تمر النبی صلی الله علیه وسلم هذا اللون فقال له النبی صلی الله علیه وسلم انّیٰ لک هذا قال انطلقت بصاعین فاشتریت به هذا الصاع فان سعر هذا فی السوق کذا وسعر هذا کذا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ویلک اربیت اذا اردت ذلک فبع تمرک بسلعة ثم اشتر بسلعتک ای تمر

ابونضرة سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر اور ابن عباس سے صرف کے بارے میں (تفاضل کے تبادلہ کے متعلق) دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ میں ابوسعید خدری کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے اُن سے صرف کے بارے میں پوچھا انھوں نے جواب میں کہا جو کچھ بھی زیادتی ہو ربوا ہے میں نے ابن عمر اور ابن عباس کے قول [illegible] پر انکار کیا، جس پر ابوسعید نے کہا میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آنحضورؐ کے پاس آپ کے کھجوروں کے باغ والا ایک صاع عمدہ کھجوریں لیکر حاضر ہوا۔ آنحضورؐ کی کھجوریں اس قسم کی تھیں چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئیں انھوں نے جواب دیا میں (اپنی کھجوریں) دو صاع لیکر گیا اور ایک صاع یہ کھجوریں خرید لایا کیونکہ ان کھجوروں کا نرخ بازار میں اتنا تھا اور اُن کا اتنا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں

ثنا قال ابو سعيد فالتمر
بالتمر احق ان يكون ربوا
ام الفضة بالفضة فاتيت
ابن عمر فنهانى ولم آت
ابن عباس قال فحدثنى
ابو الصهباء انه سأل ابن
عباس عنه بمكة
فكرهه

(مسلم كتاب المساقاة
والمزارعة)

خرابی ہو تم نے سودی لین دین کیا جب تمہارا خیال یہ ہوا کرے
کہ (اپنی کھجوروں کے عوض اچھی کھجوریں خریدو) تو اپنی کھجوریں
کسی دوسری چیز کے عوض فروخت کردو پھر اس چیز سے جو
کھجور چاہو خرید لو پھر ابو سعید خدری نے کہا (بتاؤ) کھجور کا
باہمی مبادلہ سود ہونے کا زیادہ مستحق ہے یا چاندی کا باہمی
مبادلہ۔ ابو نضرہ کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میں ابن عمر کے پاس
گیا تو انھوں نے بھی مجھے (اس طرح کے مبادلہ سے) روکا
لیکن میں ابن عباس کے پاس نہ جا سکا۔ ابو نضرہ نے یہ بھی
کہا کہ مجھ سے ابو الصہباء نے بیان کیا کہ انھوں نے ابن عباس
سے مکہ میں اس معاملہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسے
(یعنی زیادتی کے ساتھ مبادلہ کو) ناپسند کیا۔

٨- عن مسلم بن يسار وعبد الله بن
عبيد قالا جمع المنزل بين عبادة بن الصامت
ومعاوية فحدثهم عبادة قال نهانا رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن بيع الذهب بالذهب والورق بالورق
والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر قال احدهما
والملح بالملح ولم يقله الآخر الا مثلا بمثل يدا بيد
وامرنا ان نبيع الذهب بالورق والورق بالذهب
والبر بالشعير والشعير بالبر يدا بيد كيف شئنا قال
احدهما فمن زاد او ازداد فقد اربى (نسائى كتاب البيوع
باب بيع البر بالبر، نيز مسلم كتاب المساقاة والمزارعة)

مسلم بن یسار اور عبد اللہ بن عبید دونوں کا کہنا ہے کہ عبادہ
بن الصامت اور معاویہ دونوں ایک جگہ ٹھہرے تو عبادہ نے ان سے
یہ حدیث بیان کی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو
سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گیہوں کو گیہوں کے بدلے
جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے (ایک راوی نے کہا نمک کو
نمک کے بدلے لیکن دوسرے نے یہ فقرہ نہیں کہا) سوائے برابر برابر دست
بدست بیچنے کے منع فرمایا اور ہمیں یہ حکم دیا کہ سونے کو چاندی کے
عوض، چاندی کو سونے کے عوض، گیہوں کو جو کے عوض، جو کو گیہوں کے
عوض دست بدست جیسے چاہیں فروخت کریں (ایک راوی نے
یہ بھی کہا کہ جس نے زیادہ لیا دیا اُس نے یقیناً سودی کاروبار کیا)

(باقی)